اجرا ۲۰۲۲/۱/۲۳ء

طلب = ۲۰۲۲/۱/۱۱ء

(238)

مسئلہ :

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلے کے بارے میں
کہ ہمارے علاقے [illegible] انبرگ بیتہ نورکانبری
میں [illegible] اور ایک دو تنظیمیں کام کرتے ہیں
ایک کا نام [illegible] B.R.S.P [illegible]
اور فلاحی [illegible]
دینا ۔ گھر بنانا اور [illegible] سکول بنانا [illegible]
خوراک ، سودا ، تیل ، دال ، چھوٹے بچے [illegible]
کمروں میں [illegible] نقد رقم دینا
اور بعض [illegible]
بعض تعلیم یافتہ لوگوں [illegible] نوکریاں [illegible]
میں بعض [illegible] شامل ہیں اور انکو اچھی تنخواہیں ملتی ہیں
اور بعض سے ہمارے لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ
یہ لوگ عیسائیت اور یہودیت پھیلاتے ہیں اور فحاشی و عریانی
اور لادینیت پھیلاتے ہیں کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں؟ کیا ان لوگوں
سے مدد لینا رقم لینا اور اپنے اشیاء کو استعمال کرنا شرعاً
جائز ہے یا نہیں؟ اور انکو تنخواہیں ملتی ہیں ان کیلئے وہ تنخواہیں
لینا جائز اور حلال ہیں یا نہیں ۔ کیا ان تنظیموں سے مکمل طور پر
بائیکاٹ کیا جائے یا نہیں؟ شریعت کا اس مسئلے میں
کیا حکم ہے؟

المستفتین : مولوی حافظ عبدالشکور صاحب ۔ مولوی حافظ شمس اللہ صاحب
مولوی حافظ محمد طاہر صاحب ، مولوی عبدالنافع صاحب ۔ مولوی حافظ سردار محمد صاحب

(توبہ اچکزئی انبرگ)

مستفتی : ابو الیاس انجم
واٹس ایپ
فون نمبر : 03450204310

دار الافتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے علاقہ توبہ اچکزئی کلی اغبرگ ،بینہ ،نور کانری میں این ،جی ،اوز کی ایک دو تنظیمیں کام کرتی ہیں ،ایک کے نام ہے B,R,S,P کہ جس کا کام ہے رفاہی اور فلاحی کام کرنا، مثلاً: تالاب بنانا، ٹینکی دینا اور گاڈر دینا، کمرے بنانا اور اسی طرح اسکول بنانا ،اور اسی طرح خوراکی مواد ، مثلاً : دال، چھولے ، برتن ، شمسی اور کمروں میں بلب پیٹنگ کرنا، بلب لگانا اور نقد رقم دینا اور کبھی کبھار درخت بھی لگا دیتے ہیں ،ان تنظیموں میں بعض علماء بھی شامل ہیں اور ان کو اچھی تنخواہیں ملتی ہیں اور بہت سے سارے لوگ ان سے نفرت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ عسائیت اور یہودیت پھیلاتے ہیں اور فحاشی و عریانی اور لادینیت پھیلاتے ہیں ، کیا یہ بات صحیح ہے یا نہیں ؟ کیا ان لوگوں سے مدد لینا ، رقم لینا اور ان کی اشیاء استعمال کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں ؟ اور ان کو تنخواہیں ملتی ہیں ان کے لیے وہ تنخواہیں لینا جائز اور حلال ہیں یا نہیں ؟ کیا ان تنظیموں سے مکمل طور پر بائیکاٹ کیا جائے یا نہیں ؟ شریعت کا اس مسئلے میں کیا حکم ہے ؟

المستفتیین : مولوی عبد الشکور صاحب، مولوی حافظ شمس اللہ صاحب، مولوی حافظ محمد طاہر صاحب، مولوی عبد النافع صاحب، مولوی حافظ سردار محمد صاحب (توبہ اچکزئی اغبرگ)

(واٹس ایپ)۔۔۔۔ابو الیاس انجم

فون نمبر:03450204310

دار الافتاء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً و مصلیاً

واضح رہے کہ آج کل جو غیر مسلم ممالک کی مختلف رفاہی تنظیمیں جو این جی اوز کے نام سے معروف ہیں ، ان رفاہی اداروں سے مالی امداد لینے ، ان میں ملازمت کرنے ، ان کے ساتھ تعاون کرنے ، یا ان کی اشیاء استعمال کرنے کے بارے میں شرعی نقطہ نگاہ سے تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی ذریعے یا مشاہدہ سے معلوم ہو جائے کہ مذکورہ رفاہی اداروں اور تنظیموں کا مقصد اپنے کفریہ عقائد اور باطل نظریات کو ترویج دینا ، غریب نادار مسلمانوں کو اپنے مذہب کی طرف دعوت دینا، دینِ اسلام سے بیزار کرنا، بے حیائی ، بے پردگی اور فحاشی کو عام کرنا اور دینِ اسلام کے خلاف سازش کرنا ہے وغیرہ، جیسا کہ آج کل مذکورہ اداروں کے کردار سے بھی واضح ہے ،تو ایسی صورت میں مذکورہ اداروں اور تنظیموں کے ساتھ کسی قسم کا تعاون کرنا، ان کے ہاں ملازمت کرنا، یا ان سے امداد لینا اور ان کی اشیاء استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہے۔ اور ایسی صورت میں ان کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہیے۔

لیکن اگر کسی ادارے یا تنظیم کے بارے میں یقینی طور پر یا ظنِ غالب کی حد تک یا مشاہدہ سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ ان کے فلاحی اور ترقیاتی کاموں کا مقصد محض خدمتِ خلق اور رفاہِ عامہ ہے، کسی مذموم مقصد کی تکمیل ، یا کسی

معصیت وعقیدہ باطلہ کا فروغ وترویج نہیں ہے، تو ایسی صورت میں ان سے امداد لینے، ان کی دی ہوئی اشیاء استعمال کرنے، اور ان کے ہاں ملازمت اختیار کرنے کی گنجائش ہے۔

لمافی القرآن الکریم (سورۃ المائدۃ)

قال اللّٰہ تعالی {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (2)} [المائدة:2]

{يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ (57)} [المائدة:57]

وفی تکملة فتح الملهم (269/3) مط: دار العلوم کراچی

والذی یتخلص من مجموع الروایات أن الأمر بالاستعانة بهم موکول الی مصلحة الاسلام والمسلمین فان کان یؤمن علیهم الفساد وکان فی الاستعانة بهم مصلحة فلا بأس بذلک ان شاء الله تعالی اذا کان حکم الاسلام هو الظاهر ویکون الکفار تبعا للمسلمین وان کان للمسلمین عنهم غنی أو کانوا هم القادة والمسلمون تبعا لهم أو یخاف عنهم الفساد فلا یجوز۔

وفی حاشیة ابن عابدین (148/4): مط: ایچ، ایم سعید

قوله (عند الحاجة) أما بدونها فلا لأنه لا يؤمن غدره مطلب في الاستعانة بمشرك قوله (وقد استعان عليه الصلاة والسلام الخ) ذكر في الفتح أن في سنده ضعفا وأن جماعة قالوا لا يجوز لحديث مسلم أنه عليه الصلاة ولسلام خرج إلى بدر فلحقه رجل مشرك فقال رجع فلن الستعين مشرك **۔الحدیث**۔ وروى رجلان ثم قال وقال الشافعي رده عليه الصلاة والسلام المشرك والمشركين كان في غزوة بدر ثم إنه عليه الصلاة والسلام استعان في غزوة خيبر بيهود من بني قينقاع وفي غزوة حنين بصفوان بن أمية وهو مشرك فالرد إن كان لأجل أنه كان مخيرا بين الاستعانة وعدمها فلا مخالفة بين الحديثين وإن كان لأجل أنه مشرك فقد فسخه ما بعد۔

واللہ اعلم بالصواب

ظفیر اللہ

ظفیر اللہ عفی عنہ

دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس کراچی

10/محرم الحرام/1442ھ

30/8/2020ء

الجواب صحیح

محمد یونس

بندہ **محمد یونس** عفی عنہ

مفتی جامعہ اشرف المدارس کراچی

10/محرم الحرام/1442ھ

30/8/2020ء

الجواب صحیح

بندہ عبد اللہ سلیم عفا اللہ عنہ

۱۱/۱/۱۴۴۲ھ

دار الافتاء

فتوی نمبر ۱۶۰۔۲۷

مورخہ ۱۲/۱/۱۴۴۲ھ

۱/۹/۲۰۲۰

مفتی